مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختمِ نبوّت

ہفت روزہ
کراچی

"اگر
ملکی سرحدوں کی حفاظت
کیلئے قومی غداروں کو عبرتناک سزائیں
دی جاسکتی ہیں تو دینی سرحدوں کی حفاظت
کیلئے بھی اسلامی غداروں کو کیفر کردار
تک پہنچایا جاسکتا ہے"!

شورش کاشمیریؒ

جلد ۲
۱۳ تا ۱۹ اپریل ۱۹۸۴ء مطابق ۱۰ تا ۱۶ رجب ۱۴۰۴ھ
شمارہ ۴۴

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنسنے کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رح

٣۔ حدثنا احمد بن الخالد الخلال حدثنا یحیی بن اسحٰق السیلحانی حدثنا لیث بن سعد عن یزید بن ابی حبیب عن عبد اللہ بن الحارث قال ماکان ضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا تبسما قال ابو عیسٰی ھذا حدیث من حیث لیث بن سعد۔

٣۔ عبداللہ بن حارث ہی کی یہ بھی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا تبسم سے زیادہ نہیں ہوتا تھا۔

فائدہ۔ یعنی اکثر اوقات تبسم اور مسکرانا ہی ہوتا تھا۔ ہنسنے کی نوبت بہت کم آتی تھی۔

٤۔ حدثنا ابو عمار الحسین بن حریث انبانا وکیع حدثنا الاعمش عن المعرور بن سوید عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاعلم اول رجل یدخل الجنۃ واخر رجل یخرج من النار یؤتی بالرجل یوم القیمۃ فیقال اعرضوا علیہ صغار ذنوبہ وتخبأ عنہ کبارھا فیقال لہ عملت یوم کذا کذا وکذا وھو مقر لا ینکر وھو مشفق من کبارھا فیقال اعطوہ مکان کل سیئۃ عملھا حسنۃ فیقول ان لی ذنوبا ما اراھا ھھنا قال ابو ذر فلقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحک حتی بدت نواجذہ۔

٤۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس شخص کو خوب جانتا ہوں جو سب سے اول جنت میں داخل ہوگا۔ اور اس سے بھی واقف ہوں جو سب سے آخر جہنم سے نکالا جائے گا قیامت کے دن ایک آدمی دربار الٰہی میں حاضر کیا جائے گا اس کے لیے یہ حکم ہوگا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر پیش کئے جائیں اور بڑے بڑے گناہ مخفی رکھے جائیں۔ جب اس پر چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کئے جائیں گے کہ تو نے فلاں دن فلاں فلاں گناہ کیے ہیں تو وہ اقرار کرے گا اس لیے کہ انکار کی گنجائش نہیں ہوگی اور اپنے دل میں نہایت خوفزدہ ہوگا کہ ابھی تو صغائر ہی کا نمبر ہے کبائر پر دیکھیں کہ کیا گزرے کہ اس دوران میں یہ حکم ہوگا کہ اس شخص کو ہر ہر گناہ کے بدلے ایک ایک نیکی دی جائے تو وہ شخص یہ حکم سنتے ہی خود ہی بولے گا کہ میرے تو ابھی بہت سے گناہ باقی ہیں جو یہاں نظر نہیں آتے۔ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کا مقولہ نقل فرما کر ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے ہنسی اس بات پر تھی کہ جن گناہوں کے اظہار سے ڈر رہا تھا ان کے اظہار کا خود طالب بن گیا۔

فائدہ۔ یہ شخص جس کا مفصل حال بیان فرمایا وہی شخص ہے

باقی ص ٢٣ پر

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختم نبوت

جلد نمبر ۲

شمارہ نمبر ۴۴

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ

ڈیڑھ روپیہ

فون نمبر

۷۱۶۷۱

بدل اشتراک

سالانہ ــــ ۶۰ روپے
ششماہی ــــ ۳۵ روپے
سہ ماہی ــــ ۲۰ روپے

فہرست

۱	خصائل نبوی ؐ	
	حضرت شیخ الحدیث ؒ	۲
۲	صحابہ کرام کی جاں نثاری	۴
۳	ابتدائیہ	
	عبد الرحمن یعقوب باوا	۵
۴	مولانا محمد حسین بٹالوی بنام مرزا غلام احمد	
	مولانا تاج محمد صاحب	۶
۵	اجلاس کی روداد	
	مولانا منظور احمد الحسینی	۸
۶	سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور محبت رسول ؐ	
	مولانا محمد اقبال رنگونی	۱۱
۷	ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ	۱۵
	بشکریہ ندائے سنت لکھنؤ	
۸	کاروان ختم نبوت	۱۹
۹	کھلا خط ۔ مولانا نذیر احمد	۲۰
۱۰	نقد و نظر منظور احمد الحسینی	۲۱

مدیر مسئول

عبد الرحمن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبد الرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبہ کتابت

محمد عبد الستار واحدی
حافظ گلزار احمد

ناشر

عبد الرحمن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت: A/۲۰ ساشر مینشن
ایم۔اے جناح روڈ۔ کراچی۔

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت، او مان، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام	۲۲۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا	۲۷۰ روپے
افریقہ	۳۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپے

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت و جاں نثاری

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے بعد ان پر مکہ میں ایک روز دشمنوں نے حملہ کر دیا، عتبہ بن ربیع نے اس قدر مارا کہ آپ کا چہرہ سوج گیا، حتیٰ کہ شناخت تک مشکل ہو گئی تھی بنو تیم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کپڑے میں لپیٹ کر ان کے گھر اٹھا لے گئے ان کو آپ کی موت میں ذرا شک نہ تھا، آپ کو دن چھپتے ہوئے ہوش آیا تو سب سے پہلے بولے، کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟" لوگوں کو اس پر بڑا غصہ آیا کہ اس حالت میں بھی آپ انہیں کو یاد کرتے ہیں جن کی وجہ سے یہ حال ہوا، وہ آپ کو برا بھلا کہنے لگے۔ انہوں نے ان کی ماں ام الخیر سے کہا کہ دیکھو ان کو کچھ کھلا پلا دو۔ انہوں نے کچھ کھانے کے لیے اصرار کیا، آپ برابر کہتے رہے کہ "رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیسے ہیں؟" انہوں نے جواب دیا "بخدا مجھے تمہارے ساتھی کا کچھ علم نہیں" انہوں نے کہا "تو خطاب کی بیٹی ام جمیل کے پاس جاؤ اور آپؐ کی خیریت دریافت کر کے مجھے بتاؤ"۔ وہ ام جمیل کے پاس آئیں اور کہا کہ "ابوبکر، محمد بن عبد اللہ کے متعلق پوچھتے ہیں" انہوں نے کہا۔ کہ میں نہ ابوبکر کو پہچانتی ہوں اور نہ محمد بن عبد اللہ کو، اور اگر تمہاری یہ خواہش ہو کہ میں تمہارے ساتھ تمہارے بیٹے کے پاس چلوں تو ہو سکتا ہے" انہوں نے کہا "ہاں چلو" وہ ان کے ہمراہ گئیں اور ابوبکر کو پڑا ہوا پایا، ام جمیل ان کے قریب پہنچیں تو ان کا حال دیکھ کر کہا۔ واللہ! جس قوم نے تمہارے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے وہ فاسق و کفار ہیں اور مجھے امید ہے کہ اللہ ان سے تمہارا انتقام لے گا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کیا حال ہے؟ وہ بولیں کہ تمہاری ماں سنتی ہیں! انہوں نے کہا "ان سے کچھ پرواہ نہیں" انہوں نے جواب دیا، بخیر و عافیت ہیں، آپ نے فرمایا "کہاں ہیں"؟ وہ بولیں "دار ابن ارقم میں" آپ نے فرمایا۔ بس تو بخدا میں کھا پی نہیں سکتا، جب تک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تک نہ پہونچ جاؤں، وہ دونوں ذرا رکیں جب رات ہوئی اور آمد و رفت موقوف ہوئی تو ان کو وہ لے کر نکلیں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تک پہنچا دیا، آپ نے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا تو جان میں جان آئی اور کھایا پیا۔

(البدایۃ والنہایۃ ابن کثیر ج ۳ ص ۳۰)

۲ ایک انصاری عورت جس کا باپ، بھائی اور شوہر اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور شہید ہو گئے تھے قیام گاہ سے نکلی اور پوچھنے لگی "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟" لوگوں نے کہا: بحمد اللہ عافیت سے ہیں جیسا تم چاہتی ہو" اس نے کہا مجھے دکھاؤ۔ میں آپ کو دیکھنا چاہتی ہوں" اس نے جب آپؐ کو دیکھ لیا تو بولی، اگر آپ سلامت ہیں تو ہر مصیبت ہیچ ہے۔ (ابن اسحاق و بیہقی)

۳ حضرت خبیبؓ کو پھانسی کے تختہ پر چڑھایا گیا، سب کہنے لگے: کہو یہ پسند ہے کہ محمدؐ تمہاری جگہ ہوں؟ انہوں نے کہا: خدائے تعالیٰ کی قسم میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ آپؐ کے پیر میں کانٹا چبھے اور میں چھوڑ دیا جاؤں وہ سب ہنس دیے۔

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام
علیٰ من لا نبی بعدہ

قادیانی اپنے اصلی روپ میں

قادیانی پارٹی کے سربراہ مرزا طاہر آج کل زور شور سے اپنی پارٹی کو برسر اقتدار لانے کی جدوجہد میں سرگرم عمل ہیں۔ وہ اپنے باپ کی طرح سیاسی شاطر کی حیثیت سے سامنے آگئے ہیں جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ قادیانی، وطن دشمنی میں اس حد تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ وہ کھلم کھلا اپنے اقتدار کا اعلان کر رہے ہیں۔ قادیانی سربراہ مرزا طاہر کے بیانات کی جھلک ان کے اخبارات میں نظر آتی ہے۔

حال ہی میں تازہ ترین اداریہ جو قادیانی اخبار "الفضل" نے سپرد قلم کیا ہے۔ ذرا ملاحظہ فرمایئے۔

"اس آخری زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آنحضور ؐ کے غلام کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے نتیجہ میں ہم احمدیوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ اس غلبہ کے نتیجے میں بالآخر ساری دنیا میں احمدیوں کے لیے خوشحالی، قوت و طاقت اور اختیار و اقتدار کے دور کا آنا بھی مقدر ہے۔"

روزنامہ (الفضل ربوہ مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۸۴ء ص۳)

کیا اب بھی ہمارے حکمرانوں کو قادیانیوں کی غداری میں شک ہے؟ کیا حکومت کے ایوانوں میں قادیانیت کا اصلی روپ ظاہر نہیں ہوا؟ ہمارے دیئے گئے حوالوں کی روشنی میں اگر حکومت قادیانیت پر بغور مطالعہ کرے تو بہت سے راز بے نقاب ہوں گے۔

آئے دن مرزا طاہر "اقتدار، اقتدار، غلبہ، غلبہ" کی جو رٹ لگا رہے ہیں کیا اس سے یہ سمجھنا آسان نہیں کہ درون خانہ کسی بڑی طاقت کے ساتھ کوئی منصوبہ طے پا گیا ہو۔ یہ ایک سازشی ٹولہ ہے۔ قادیانیوں نے مرزا محمود کے زمانہ سے "اقتدار" کو اپنی منزل بنا رکھا ہے۔ لیکن جس طرح مرزا محمود ناکام رہا۔ طاہر بدرجہ اولیٰ ناکام اور ذلیل و خوار ہوگا۔ (انشاء اللہ)

وزارت اطلاعات ونشریات کو "الفضل" کی تحریروں کا نوٹس لینا چاہیے۔ ہمیں اس بات کا افسوس ہے کہ ان توجہ طلب باتوں پر غور نہیں کیا جاتا؟ نامعلوم کب مسلمانوں کی امیدیں بر آئیں گی اور "الفضل" کا ڈیکلریشن منسوخ ہوگا؟

مولانا محمد حسین بٹالوی
بنام
مرزا غلام احمد قادیانی

حضرت مولانا تاج محمد صاحب مدرس مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ مسیح موعود کرنے کے بعد مرزا صاحب کے ہم مکتب مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی نے ۱۸۹۲ء میں مرزا صاحب پر پچاس سوالات کئے جو انھوں نے اپنے رسالے اشاعۃ السنۃ جلد ۱۵ نمبر ۱ میں شائع کئے۔ مرزا صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے مولانا محمد حسین صاحب نے آخیر میں یہ بھی تحریر کیا کہ آپ میرے سوالات کا تاریخ وصول سے ایک مہینے تک جواب دیں۔ ان کے جواب کو دوسری بحث میں لے جا کر ٹلاؤ نہ چاہیں جیسا کہ آپ کی قدیم عادت ہے اور یہی امر آپ سے وقوع میں آئے گا۔ میری یہ پیش گوئی ہے۔ اس کو آپ اپنی پیش گوئیوں کے حاشیہ میں لکھ رکھیں۔

مولانا محمد حسین بٹالوی کی یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی مرزا غلام احمد ۱۸۹۲ء سے لے کر تا دم مرگ ان سوالوں کا جواب نہ دے سکا۔ مولانا بٹالوی کے پچاس سوالوں میں سے بطور نمونہ از خروارے چند سوال درج ذیل ہیں۔

(۱) کیا آپ نے کبھی جھوٹ بولا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی جھوٹ آپ کے کلام سے ثابت ہو۔ تو پھر آپ کسی پیش گوئی میں اگر وہ سچی نکلے تو ولی و ملہم ہو سکتے ہیں۔

(۲) کیا آپ ہمیشہ سے خصوصاً دو تین سال سے ماہ رمضان کے روزے باقاعدہ رکھتے ہیں۔ کیا کسی رمضان میں آپ ایسے بیمار ہوئے ہیں جس میں دو چار میل پیادہ یا سیر نہ کرتے ہوں

(۳) کیا آپ نے فریضہ حج ادا کیا ہے یا نہیں۔ نہیں کیا تو اس کی کیا وجہ؛ کیا آپ کے دس ہزار روپیہ جائیداد کی آمدنی سے آپ پر حج فرض نہیں ہوا؟ یا دعاؤں کی پیداواری اور مریدوں کی آمدنی سے ایک وقت میں آپ کے پاس پانچ پانچ سو یا اس سے زائد روپیہ نہیں آیا!

(۴) کیا ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ فجر کی نماز آپ نے ٹھیک وقت نہ پڑھی ہو اور اپنے اتباع و ملازمین کو یہ کہ کر خفگی ظاہر کی ہو کہ "جو لوگ اہل اللہ کے ساتھ رہتے ہیں۔ وہ ان کو نماز کے لیے جگا دیا کرتے ہیں۔ "تم لوگ کیسے نالائق ہو کر مجھے صبح کے وقت نہیں جگاتے"!

(۵) آپ اپنی تمام عمر میں دعویٰ ولایت و الہام سے پہلے اور اس کے بعد خصوصاً دعویٰ مسیحائی کے وقت سے پانچ وقت مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے ملتزم ہیں یا اکثر اوقات مسجد چھوڑ کر مکان پر ہی نماز پڑھ لیا کرتے ہیں۔

(۶) ولی و ملہم ہونے کے لیے پابند شریعت ہونا ضروری ہے یا تارک احکام شریعہ کا بھی ولی و ملہم ہونا جائز ہے۔

(۷) اگر آپ کے خیال کے مطابق مفتری کا جلد ہلاک ہو جانا ضروری ہے۔ اور آپ مفتری نہیں بلکہ سچے ملہم اور ولی ہیں تو جو لوگ آپ کو مفتری و کذاب کہتے ہیں اور آپ کو کافر سمجھتے ہیں۔ اور

رات دن آپ پر لعنتوں کا مینہ برسا رہے ہیں اور جو آپ کے خیال میں یقیناً خدا پر افترا کرتے ہیں ۔ وہ کیوں جلد ہلاک نہیں ہوتے بلکہ اس کے برعکس وہ لوگ دن بدن برکات و انعامات الٰہیہ کے مورد ہوتے ہیں ۔ صحت و قوت میں آپ سے بڑھ کر ہیں ۔

(۸) آپ کو مسمریزم یا عمل الترب میں دخل ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں ہے تو پھر آپ نے "ازالہ اوہام" کے صفحہ ۳۰۹ میں یہ کیوں دعویٰ کیا ہے اور کہا ہے کہ "اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا ۔"

(۹) اگر ایسا کوئی شخص جھوٹ بھی بولتا ہو ۔ لوگوں کے مال ناجائز ذریعہ سے مارتا ہو ۔ ناجائز مال ۔ اجرت زنا وغیرہ کام میں لاتا ہو ۔ ظلم ایذا رسانی ۔ بے رحمی ۔ بدخلقی ۔ بدگوئی پر مصر ہو ۔ تو پھر بھی اگر اس کی کوئی پیشگوئی سچی نکل آوے تو اس سچی پیش گوئی میں ملہم ۔ ولی ۔ محدث ۔ مجدد ہو سکتا ہے ؟ ۔

(۱۰) سیالکوٹ کے ملک شاہ علم نجوم یا رمل میں کچھ دخل رکھتے تھے ؟ کیا آپ کو ان سے صحبت و ملاقات و استفادہ (شاگردی) کا کوئی تعلق رہا ہے یا نہیں ؟ ۔

(۱۱) خواص حقیقت شناس لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کو جو انبیاء مانا ہے ۔ آیا صرف ان کی کسی پیشگوئی کے سچا ہونے سے مانا ہے ۔ یا ان کو نبی ماننے میں ان کے اخلاق واقعی اور صدق المقال ۔ راست بازی ، رحمدلی ۔ بے غرضی ۔ عفت ۔ عدالت وغیرہ اور ان کے اختصاصات و تعلیمات کا بھی لحاظ کیا ہے ۔

(۱۲) جس شخص کی کوئی پیشگوئی سچی نکلے اور کوئی جھوٹی ۔ تو کیا وہ سچی پیشگوئی میں ملہم ہو سکتا ہے ۔

(۱۳) میاں اللہ دیا ساکن انبالہ سے آپ نے اپنے سابق ملازم فتح خاں کی معرفت دو سو روپیہ یا کم و بیش منگایا ۔ وہ کیا روپیہ تھا ۔ اور آپ نے کس کام میں صرف کیا ۔

(۱۴) واپسی قیمت براہین احمدیہ کی بابت جو اشتہار آپ نے اپنے رسالہ "سرمہ چشم آریہ" میں چھپوایا تھا ۔ وہ ان سب خریداروں اور معاونوں کے پاس جن سے چندہ وصول کیا تھا روانہ کر دیا تھا ؟ اگر دیا تھا تو ثبوت پیش کریں ۔

(۱۵) گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت کوئی پیش گوئی ہشت سالہ میعاد کی کی ہے یا نہیں ؟ اقبال ہو تو فرمایئے کہ اس کا کیا مضمون اور عنوان ہے ۔ اگر انکار ہو تو اس انکار پر آپ کو جس عنوان سے کہا جائے قسم کھائیں گے ؟

(۱۶) کیا آپ کے ایک خاص مرید اور بڑے معاون نے خاص آپ کے مکان پر شراب نہیں پی ؟ اور آپ نے اس سے مطلع ہو کر اس عذر سے کہ وہ مہمان ہے ۔ اس لیے اس کی دل آزردگی نہیں کی جا سکتی ترک نہی و نہی عن المنکر نہیں کی ۔ کیا ان افعال کے ثابت ہونے پر آپ کسی سچی پیشگوئی میں ولی ملہم و محدث ہو سکتے ہیں ؟

بقیہ : حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

فضیلت کے لئے بہت کافی ہے لیکن اللہ اور اس کے رسول نے ان کے اعمال کی مقبولیت کو بیان کر کے ان کی فضیلت دو مرتبہ کی اور بھی تشریح کر دی ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ :

"دنیا میں سب سے بہتر عورت مریم بنت عمران تھیں اور اس امت میں سب سے بہتر عورت خدیجہ بنت خویلد ہیں ۔"

(طبقات ابن سعد جلد ۸ ذکر حضرت صفیہؓ)

ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ :

"یا رسول اللہ خدیجہؓ سالن کا برتن لے کر آ رہی ہیں جب وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ ان کو ان کے پروردگار کی طرف سے سلام پہنچا دیں اور میرا بھی سلام عرض کر دیں اور آپ ان کو جنت میں جواہرات کے ایک ایسے محل کی خوشخبری سنا دیں جس میں رنج و غم اور شور و غل نہ ہوگا ۔"

(بخاری و مسلم)

رپورٹ منظور احمد الحسینی

ہر مسلمان حضور اقدس کی ناموس پر کٹ مرنے کو تیار ہے

مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کراچی اکابر علماء کرام کے اجلاس کی مکمل روداد

مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی نے ۱۷ فروری ۱۹۸۴ء سیالکوٹ کانفرنس کے انعقاد کے بعد یکے بعد دیگرے کئی اجلاس کئے۔ پہلا اجلاس سیالکوٹ کانفرنس کے فوری بعد منعقد کیا گیا اس میں طے پایا گیا کہ علمائے کراچی کے دو اجلاس بلائے جائیں ایک خصوصی اور دوسرا اجلاس عام۔ چنانچہ ۱۷ مارچ کو ایک خصوصی اجتماع منعقد کیا گیا اور اس میں ۳۱ مارچ کے بڑے اجتماع کے لیے لائحہ عمل طے کیا گیا۔ ۵۰۰ سے زائد خصوصی دعوت نامے شائع کئے گئے، جناب عبد الرحمٰن یعقوب باوا اور راقم نے حتی الامکان علمائے کرام تک دعوت نامے پہنچائے۔ الحمد للہ کے ۳۱ مارچ کے سورج طلوع ہوتے ہی صبح ۷ بجے ہی سے دفتر واقع جامع مسجد باب الرحمت کراچی میں کراچی کے تمام علاقوں سے علماء، خطباء اور آئمہ مساجد حضرات جمع ہونا شروع ہو گئے یہاں تک کہ دس بجے تمام مدعوین تشریف لا چکے تھے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق علماء کی تعداد ۶۰۰ سے کہیں متجاوز تھی۔ اس اجلاس کی صدارت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن۔ نائب امیر مرکزیہ مجلس نے کی۔ جبکہ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض راقم نے انجام دیئے۔ اجلاس کا مقصد مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے فیصلوں کو کامیاب بنانے اور عملی جامہ پہنانے کے لیے مل جل کر تجاویز مرتب کرنا تھیں۔ الحمد للہ یہ اجلاس بھرپور طور پر کامیاب ہوا۔

اجلاس میں مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مہتمم دار العلوم کورنگی، مولانا سلیم اللہ خاں، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا محمد یحییٰ مدنی، مولانا محمد اسفندیار خاں، مولانا محمد زکریا، مولانا شمس الحق دار العلوم کورنگی، مولانا عزیز الرحمٰن دار العلوم کورنگی، مولانا فدا الرحمٰن درخواستی، مولانا نور الہدیٰ، مولانا عبد الرزاق عزیزی، مولانا آصف قاسمی، مولانا قاری گل رحمٰن، مولانا مفتی محی الدین، مولانا قاری محمد امین، مولانا قاری اللہ داد اور الحاج لال حسین امیر مجلس کراچی بھی شریک تھے۔

ساڑھے دس بجے تمام علماء کرام میں مجلس کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اس کے بعد باقاعدہ کارروائی عمل میں لائی گئی۔ اس نمائندہ اجلاس کا آغاز مولانا قاری محمد رفیق صاحب (خطیب عالمگیر مسجد) کی تلاوت سے ہوا۔ آپ کے بعد مجلس کے جنرل سیکرٹری جناب عبد الرحمٰن یعقوب باوا صاحب نے ایک گھنٹے کے مفصل بیان میں قادیانیوں کے خطرناک عزائم اور سرگرمیوں کو بے نقاب کیا۔ مولانا اسلم قریشی، مجلس عمل کے فیصلہ جات اور جماعتی سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔ آپ کے بعد مولانا نذیر احمد مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد نے تقریر کرتے ہوئے کہا:

عقیدہ ختم نبوۃ کا تحفظ اتنا اہم ہے کہ حضرۃ فخر المحدثین مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے جب مرزا قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ کیا تو چھ ماہ تک آپ نے آرام نہیں کیا۔

قادیان میں حضرت کشمیری وضو فرما رہے تھے تو حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت کیا بات ہے چہرہ پر پریشانی کے آثار نمایاں ہیں فرمایا کہ زندگی بیکار کاموں میں گذر گئی زندگی بھر رفع یدین فاتحہ خلف الامام آمین با الجہر جیسے فروعی مسائل میں مشغول رہے حالانکہ روز قیامت ان مسائل کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا سوال ہو گا کہ مرزا قادیانی محبوب ﷺ کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈال رہا تھا آپ نے اس کی کیا روک تھام کی۔ ہمارے بزرگوں نے تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ ماضی قریب میں آپ تاریخ کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ جب ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں دس ہزار مسلمان شہید کر دیئے گئے اور حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ شہداء کے خون کا جواب کون دے گا تو حضرت بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو جواب

حضرت صدیق اکبرؓ دیں گے وہی جواب عطا اللہ شاہ بخاری دے گا۔

حضرت مولانا مفتی احمد الرحمان صاحب جو حضرت شیخ الاسلام مولانا بنوریؒ کی مسند پر فائز ہیں اگر کفن پہن کر کراچی کی سڑکوں پر آ جائیں تو ساری کراچی الٹ پڑے گی بلکہ سارا ملک الٹ پڑے گا حکومت ہیں اتنی سکت ہی نہیں رہے گی کہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے مطالبات تسلیم نہ کرے

آپ کے بعد مولانا نور الہدیٰ صاحب نے کہا کہ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی انتہائی ضروری ہے۔ ختم نبوت کا مسئلہ سب سے اہم ہے۔ مرزائیوں کی سازشوں کو انشاء اللہ ناکام بنا دیا جائے گا۔

مولانا قاری اللہ داد نے کہا کہ ہمارے اکابر کی تاریخ روشن ہے جس طرح پہلے ہم کامیابیوں سے ہمکنار ہوئے ہیں انشاء اللہ اس مرتبہ بھی کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔

مولانا قاری گل رحمان نے کہا مجلس عمل کا فیصلہ ہمیں منظور ہے انشاء اللہ اس پر عمل درآمد ہوکے رہے گا۔

الحاج لال حسین امیر مجلس کراچی نے کہا ہم مجلس عمل کے فیصلے کے پابند ہیں ہمیں اس پر عمل درآمد کرنا ہے۔

مولانا محمد زکریا صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔

مجلس عمل مرکزیہ کی طرف سے جو اعلان کیا گیا ہے وہ بہت اہم ہے اس کے لئے اللہ کے فضل وکرم سے ہم تیار ہیں۔

مولانا مفتی محی الدین صاحب نے کہا کہ مجلس عمل کے حکم کے مطابق عمل کریں گے۔

مولانا محمد اسفند یار خاں نے کہا تمام تحریکیں آپ حضرات کے ذریعے سے کامیاب ہوتی ہیں اور تحریکوں کے لئے علماء روح رواں ہیں آج سے آپ ہر جگہ اپنے درس جمعہ کے خطبہ میں واضح اور غیر مبہم الفاظ میں عوام کو بتلائیں کہ مجلس عمل کے فیصلہ پر عملدرآمد کرنا ہے اور جو کچھ فیصلہ مجلس عمل نے کیا ہے اس پر عمل ہو کر رہے گا (انشاء اللہ) ۱۵ اپریل کے ہونے والے جلسے کو کامیاب بنائیں اگر حکومت نے نشتر پارک میں اجازت نہ دی تو اسی مسجد باب الرحمت میں جلسہ ہوگا۔

مولانا آصف قاسمی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وہ تحریکیں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتیں جس میں مسلسل جدوجہد نہ ہو کیونکہ تحریک کوئی کھلونا نہیں تحریک قربانی چاہتی ہے۔ یہ انہی قربانیوں کا ثمرہ تھا جس کی وجہ سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ مجلس عمل کی طرف سے جو کچھ اعلان کیا گیا ہے ہم مجلس عمل کے ساتھ ہیں۔

مولانا شمس الحق صاحب استاد الحدیث دارالعلوم کورنگی نے فرمایا کہ تحریک کی کامیابی کا مدار نہ نفری طاقت پر ہے نہ مادی اسلحہ پر ہے نہ ظاہری شان وشوکت پر بلکہ صرف مسلسل محنت اخلاص اور نصرت خداوندی پر ہے اگر نصرت خداوندی شامل حال رہی (اور انشاء اللہ رہے گی) تو کامیابی یقینی ہے۔

مولانا عبدالرزاق عزیز نے تقریر کرتے ہوئے کہا معزز اکابرین علماء کرام! مسئلہ ختم نبوت انتہائی اہمیت کا حامل ہے میں مجلس عمل کے تمام مطالبات کی پرزور تائید وحمایت کرتا ہوں۔ ہم مولانا اسلم قریشی کے خون کا بدلہ لے کر رہیں گے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے تقریر کرتے ہوئے کہا پہلی بات تو یہ ہے کہ قادیانیوں کی شرعی حیثیت ہم عام طور پر سامنے نہیں رکھتے۔ ہمارے اکابر نے جو مطالبہ کیا تھا کہ ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے یہ نہایت ادنیٰ درجے کی چیز ہے ورنہ ان کا حکم زندیق کا ہے زندیق اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ اسلام کا نام لے کر اسلام کی اصطلاحات کو اپنے کفر پر منطبق کرے اور فقہاءؒ کے نزدیک زندیق مرتد کے حکم میں ہے بلکہ اس سے بدتر۔ یہ جو ان کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ اس کا کم از کم اتنا فائدہ ہوا کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں۔ یہ حکومت سے منوا چکے ہیں لیکن کافر کی کون سی قسم ہیں اس کا تعین ابھی باقی ہے اور یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ قادیانیوں نے اس کو اندرون ملک اور بیرون ملک تسلیم نہیں کیا اس پر نہایت مکروہ قسم کا پروپیگنڈا کیا۔ یہ ابھی (پورا کروانا) باقی ہے کہ ان کو عملی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ زندیقوں والا ان کے ساتھ معاملہ کیا جائے کسی اسلامی حکومت میں زندیق کو برداشت نہیں کیا جاسکتا نہ اسلام کا نام لے کر لوگوں کو کفر پھیلانے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

دوسری بات مجھے یہ عرض کرنی ہے کہ اپنی تجویز پیش کر دینا یہ الگ بات ہے میری ایک تجویز ہے میں پیش کرتا ہوں آپ کی ایک تجویز ہے آپ پیش فرماتے ہیں ظاہر ہے کہ ہر آدمی کی سوچ اللہ تعالےٰ نے مختلف رکھی ہے اور ہر آدمی اپنے ذہن کے انداز سے سوچتا ہے تو اپنی تجویز پیش کر دینا یہ تو بہت اچھی بات ہے لیکن جہاں مشورہ

جو اس میں یہ اصرار نہیں ہونا چاہیئے کہ ہر صورت میری تجویز پر عمل بھی کی جائے۔ یہ شوریٰ کے آداب میں سے ہے اپنی خیر خواہانہ، مخلصانہ، ملک اور ملت کے اعتبار سے۔ اپنے نفس اپنی خواہش اور اپنی ذات سے بالاتر ہو کر محض اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی رضا کی خاطر ہم میں سے ہر شخص کو اپنی اپنی تجویز پیش کرنی چاہیئے لیکن **فاذا عزمت فتوکل علی اللہ** یہ قرآن کریم اور حدیث شریف میں نہیں فرمایا گیا کہ جو ہمارا قائد اور امیر ہو جس کے معاملہ سپرد کر دیا گیا ہو وہ ہمارے مشوروں اور تجویزوں کو قبول کرنے کا بھی پابند ہے۔

میں ایک شرعی بات کر رہا ہوں۔ اس سے ایک بڑا انتشار پھیلتا ہے اکثر اب یہ ہوتا ہے کہ میں نے ایک تجویز پیش کی تجویز قبول نہیں کی گئی میں بگڑ کر اپنے گھر بیٹھ گیا یہ ٹھیک نہیں۔ خوشدلی کے ساتھ تجویزیں پیش کی جائیں لیکن اس کے بعد جو اس معاملے میں آپ نے جن حضرت کو آگے کر دیا ہے اور وہ بڑے ہیں۔ ان پر اعتماد کرنا چاہیئے تجویز بھی دیں اور اعتماد بھی کریں۔ حضرت عرباض بن ساریہؓ کی حدیث آپ میں سے ہر شخص کو یاد ہے کہ قال السمع والطاعۃ ولو امر علیکم عبد حبشی فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافاً کثیراً فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین۔ جب صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کانہ موعظۃ مودع آپ ہمیں نصیحت فرمائیں تو آپؐ نے پہلی نصیحت یہ فرمائی جس شخص کو تم اپنے میں سے امیر مقرر کر لو اس کی سمع و طاعت بجا لاؤ۔ مشورہ ہر شخص کو دینا چاہیئے لیکن ہمارے اکابر نے یہ لکھا ہے کہ مشورہ دیتے ہوئے ہر آدمی کو اس بات سے ڈرنا چاہیئے کہ کہیں میری تجویز غلط نہ ہو اور میری غلط تجویز پر عمل نہ کر لیا جائے۔ اپنی تجویز پر اصرار کرنے کی بجائے اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ خدانخواستہ میرے منہ سے کوئی غلط بات غلط تجویز نہ نکل جائے اور ایسا نہ ہو کہ میری غلط تجویز پر عمل کر لیا جائے۔ اس لئے ہمارے اکابر ان کی تجویز پر اگر عمل نہیں ہوتا تھا تو وہ خوش ہوتے تھے اور اگر ان کی تجویز مان لی جاتی تھی تو اس سے ڈرتے تھے۔

تیسری بات یہ عرض کرنی ہے جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے تمام حضرات الحمدللہ مصروف ترین زندگی گزار رہے ہیں ان میں سے کوئی شخص بھی فارغ نہیں بیٹھا ہوا اور بڑے اہم اہم جگہوں پر اپنا اپنا کام کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ سب کو سلامت رکھے اور زیادہ اضافہ فرمائے۔ الحمدللہ انہی کے وجود سے دین کی آبیاری ہے۔ باقی آراء کا تزاحم اور ٹکراؤ ایک دوسری چیز ہے زیادہ اتحاد کا سبق دینا اور انتشار پیدا کرنا اس زمانے کی ریت ہے اقوام متحدہ سے لے کر ایک گھر تک یہی سلسلہ ہے کہ وعظ اتحاد کا ہوتا ہے لیکن مجلس انتشار پر منتج ہوتی ہے اس لئے عرض کروں گا ہمیں الحمدللہ اتحاد کے وعظ کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ کا فضل ہے سارے متحد ہیں۔ متحد ہونے کی دعوت اس کو دو جو متحد نہ ہو۔ کون ہے ہم میں سے جو مسئلہ ختم نبوت کو اپنی عزت و آبرو نہ سمجھتا ہو۔ اس کے لئے قربانی دینے کے لئے تیار نہ ہو۔

مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت یہ اجلاس مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے جو فیصلے کئے ہیں۔ ان فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے ذہن سازی کرنے پروگرام بنانے اور اس سلسلے میں تجاویز لینے کے لئے بلایا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اجلاس میں جو نمائندگی اس وقت ہو رہی ہے وہ بھرپور نمائندگی ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ ہم مسلک حق کی ترویج اور اشاعت اور دین متین کے دفاع کے لئے اپنے اپنے دائروں میں اپنی اپنی جگہ برابر سرگرم عمل ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ ایک آدمی سرگرم عمل ہے دوسرا آدمی سرگرم عمل نہیں بلکہ ہم سب سرگرم عمل ہیں جو لوگ مسلک دیوبند سے تعلق رکھتے ہیں اگر ایک سٹیج پر کام کر رہے ہیں تب بہت اچھا ہے اور اگر دو اسٹیج سے کام کر رہے ہیں تب بہت اچھا۔ اگر چار اسٹیج سے کام کر رہے ہیں تب بھی بہت اچھا۔ بس ان میں آپس میں توافق اور تعاون ہونا چاہیئے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے آج کے اس اجتماع میں سب کو یکجا اکٹھا کر کے تعاون کی فضا پیدا کر دی ہے اور ہم ہر طرح سے تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔

آخر میں مولانا مفتی احمد الرحمان صاحب نائب امیر مجلس نے اپنے اختتامی ارشادات میں فرمایا آپ حضرات کا ہم بے حد شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ حضرات نے اپنی ذمہ داری کو محسوس فرمایا اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر آپ نے لبیک کہا آپ یہاں پر تشریف لائے اور اپنے اتحاد اور اتفاق کا ایک عظیم مظاہرہ فرمایا۔ الحمدللہ ہم سب منجھے ہوئے ہیں اور ہم میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا مسئلہ آپ کی

باقی صفحہ ۲۳ پر

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

مولانا محمد اقبال رنگونی

سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کانوں میں گونجتے ہیں بخاریؒ کے زمزمے
بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول میں

(مولانا ظفر علیخانؒ)

تاریخ نے ہمارے سامنے کچھ ایسی شخصیتیں بھی پیش کیں ہیں جن کا اچھا کردار ان کے نام کا معنی لازم ہو کر رہ گیا۔ جس طرح رستم کا نام آتے ہی بہادری کا نقش ابھرنے لگتا ہے اور حاتم کے نام سے سخاوت مفہوم ہوتی ہے اس طرح ـــــــ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری بھی تاریخ کے ان چند گنے چنے بزرگوں میں سے تھے جن کا نام آتے ہی عشق رسول۔ ایمان و غیرت۔ جرأت و ہمت اور خطابت و بلاغت کے نقوش نام کے معنی لازم بن کر آنکھوں کے سامنے ابھرتے ہیں اور تاریخ کے اس عظیم نام سے مردہ دلوں میں خون دوڑنے لگتا ہے

مجتہد لوگ مر نہیں سکتے وہ صرف راستہ بدلتے ہیں
ان کے نقش قدم سے لوں تک منزلوں کے چراغ جلتے ہیں

آپؒ شہزادہ صلح و صفا سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھے مگر طبیعت پر شہید جور و جفا سیدنا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رنگ غالب تھا۔ آپ ۱۸۹۱ء میں بمقام پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پٹنہ ہی میں حاصل فرمائی سترہ برس کی عمر میں پنجاب تشریف لائے اور اسلامیات کا رُخ فرمایا۔ حافظ قرآن تو تھے ہی۔ امرتسر کی دینی فضاؤں نے وراثت نبوت کی دعوت دی آپ نے اس وقت کے بڑے بڑے علماء سے ادب۔ فقہ اور تفسیر کی تعلیم حاصل کی بعد ازاں حضرت مفتی محمد حسن صاحب خلیفۂ حکیم الامت حضرت تھانویؒ اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب جانگامی سے احادیث کریمہ پڑھیں اور امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ سے بھی حدیث کے اسباق تبرکاً سُنے۔ ویسے تو قرآن کریم کا گہرا مطالعہ آپ کا امتیازی نشان تھا۔

پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ پر سیاست میں قدم رکھا برطانوی سامراج اور فرنگی سیاست پہ نظر تھی۔ مولانا آزادؒ کے الہلال اور مولانا ظفر علیخانؒ کے "ستارہ صبح" نے فکر کی تعمیر کی اور اکابر دیوبند کے عشق رسولؐ نے آپ کے ذہن کو اس قدر جلا بخشی کہ انگریز سے اتنے متنفر تھے کہ ولایتی نسل کی مرغی کے انڈے تک کو ناپسند فرماتے تھے کہ یہ انتساب بھی مجھ پر گراں گزرتا ہے۔ قادیانیت اور مرزائیت کی مخالفت بھی دراصل ان کی مرزائیوں کے آقا و والی انگریزوں کی دشمنی کا ہی انعکاس تھی کہ یہ انگریزوں کا ایک خود کاشتہ پودا ہے جس کا مقصد مسلمانوں کے قلوب سے جذبہ حریت کو نکالنا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پچھلے انبیاء کرام کی عزت کو دور کرنا۔ آپ کی ختم نبوت کا انکار کرنا اور انگریزی عملداری کو خدا کا سایہ رحمت قرار دینا تھا۔ آپؒ نے اس کے خلاف بھرپور جدوجہد فرمائی حتیٰ کہ اپنی زندگی مرزائیت کی تردید میں گذار دی۔ قادیانیوں کے آقاؤں کے خلاف وہ مجلس احرار کے داعی تھے۔ اور آزادیٔ وطن کے بعد آپ مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر بن گئے۔

جناب امیر شریعتؒ پورے برصغیر کی ممتاز اور محترم شخصیت ہونے کی حیثیت سے لاکھوں انسانوں کی محبت و عقیدت کا مرکز تھے آپ ایک جادو بیان اور اپنے وقت کے مایہ ناز خطیب تھے آج تک برصغیر میں اس پائے کا خطیب پیدا نہیں ہوا۔ اور ساری ساری رات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت اور قادیانیت کے خلاف بولتے رہتے تھے۔ ایک شخص بھی آپ کی مجلس سے اُٹھتا نہیں تھا

اور جب آپ بوقت فجر تقریر ختم فرماتے تو پورا مجمع پھر پکار اٹھتا کہ شاہ جی کچھ دیر اور ہو جائے۔ غرضیکہ آپ وقت کے عظیم خطیب ملت تھے۔ اور بقول ہفت روزہ خدام الدین لاہور۔

"حضرت شاہ صاحبؒ حق اور حق پرستوں کی گویا ایسی تلوار تھے کہ جس باطل پر پڑتی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی۔ وہ بجلی یا صاعقہ آسمانی تھی کہ کفر و ضلالت کے جس خرمن پر گرتی اس کو راکھ کر دیتی وہ لحن داؤدی کا اس دور میں نمونہ تھے کہ دوست دشمن سب کو مسحور کر لیتے۔ وہ صور اسرافیل تھے کہ جس کی حیات بخش دعوت سے مردہ دلوں میں ایک جان پڑ جاتی۔ جس کی ایک پکار پہ ۵۰ ہزار رضاکار آزادی کشمیر کے لئے سر پہ کفن باندھ کر چل پڑے۔ جن کے ایک اشارے پر متحدہ ہندوستان کے برطانوی جیل خانے بھر جاتے۔ اور جن کا داخلہ قادیان ایوان قادیانیت میں زلزلہ (اور شگاف) ڈال دیتا۔" (بیس بڑے مسلمان)

حضرت امیر شریعتؒ صرف صاحب لسان نہ تھے کہ محض الفاظ کی جاذبیت سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ فرماتے ہیں بلکہ آپ بہت بڑے خطیب ہونے کے ساتھ معقولیت، صاحب معرفت اور صاحب عشق و محبت بھی تھے، آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت آپ کے دل کی رگ رگ میں سمائی ہوئی تھی۔ آپ ایک صاحب دل اور متقی بزرگ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائپوریؒ سے وابستہ تھے خود شیخ بھی آپ کی بڑی عزت فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ کے دل میں بھی شیخؒ کا اکرام و احترام حد درجہ میں جاگزیں تھا۔ اس کے علاوہ آپ نے خانقاہ تھانہ بھون بھی حاضری دی حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ آپ کے ساتھ بڑی شفقت کے ساتھ پیش آئے، اور بے تکلف ملاقات فرمائی ایک مقدمہ کی بریت کے لئے دعا بھی فرمائی اور واپسی پر حضرت امیر شریعتؒ کو تیس روپے ہدیہ پیش فرماتے ہوئے کہا کہ:

"ان تیس روپوں کو اپنے کاموں میں میری شرکت تصور کیجئے۔ میں جس طریق پر دین کا کام کر رہا ہوں میرے لئے یہی مناسب ہے۔ آپ کے لئے میری ہمدردیاں پوری طرح موجود ہیں۔" (بیس بڑے مسلمان ص۲۶۹)

غرضیکہ آپ اکابر دیوبند سے برابر منسلک رہے اور عشق رسولؐ کے نشے میں مخمور رہ کر قرآن و حدیث کا پیغام ہر خاص و عام کو سناتے رہے۔ آخر کار ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء کو کاروان عاشق رسول کا یہ سالار بھی اپنے پیشروؤں سے جا ملا اور نصف صدی کا یہ زریں باب بھی تاریخ کا ایک جزو ہو کر رہ گیا ہے۔

سردست حضرت امیر شریعتؒ کے عشق رسولؐ میں ڈوبی ہوئی چند مفید باتیں درج کی جاتی ہیں جن سے ان لوگوں کو (جو حضرت شاہ صاحب سے واقف نہیں اور چند مفتریوں کے بھڑکانے پر بھڑک اٹھتے ہوئے حضرت شاہ صاحبؒ کے خلاف زبان درازیاں کرتے ہوئے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں) حضرت شاہ صاحب

عاشق صادق تھے۔ آپؒ کا عشق بھی محض زبانی نہ تھا۔ اپنے اکابرؒ کی طرح قولی تھا۔" اور اس راہ میں نہ جان کی پرواہ تھی نہ کسی قسم کی تکالیف کی —— بس فکر تھی تو تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسولؐ کی ——

زندگی کی دو آرزوئیں

حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ:

"حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کی پوری زندگی ان دو آرزوؤں کے ارد گرد گھومتی ہوئی کٹ گئی ان کی پہلی آرزو یہ تھی کہ ان کی دیکھتی آنکھوں کے سامنے انگریز برصغیر سے اپنا بوریہ بستر باندھ کر چلا جائے یا انہیں اپنے اکابر کی راہ پر چلتے ہوئے تختہ دار کی موت نصیب ہو جائے اللہ نے ان کی یہ آرزو ان کی زندگی ہی میں پوری کر دی ان کی دیکھتی آنکھوں کے سامنے انگریز ملک چھوڑ کر چلا گیا اور وہ بہر حال فرنگی کی جڑیں کاٹنے اور اپنے ملک کو اس دشمن اسلام سے آزاد کرانے میں کامیاب ہو گئے۔

دوسری آرزو یہ تھی کہ انگریزوں کا خود کاشتہ پودا جماعت مرزائیہ اپنے انجام کو پہنچ جائے اس آرزو کے لئے انہوں نے تحریک آزادی کے دوران بھی بے پناہ کام کیا اور ان کے مجاہد ساتھیوں نے ہمیشہ اس فتنہ کا محاسبہ کیا اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جہاد آزادی کے دوران انہوں نے مجلس احرار کے ساتھ ایک خود مختار شعبہ تبلیغ قائم کیا جس کا مرکز قادیان کو قرار دیا گیا —— آزادی ملک کے بعد شاہ جیؒ نے اپنی تمام تر توجہات تحفظ عقیدہ ختم نبوت اور استیصال فتنہ مرزائیت کی طرف مبذول کر دیں۔ اس میں شک نہیں کہ آزادی ملک تک مجلس احرار الاسلام نے مرزائیت کا ناطقہ بند کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور اس سلسلہ میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔" (ماہنامہ الرشید ساہیوال)

ناموس محمدیؐ کی حفاظت

لاہور کے ایک عظیم الشان جلسے سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اے مسلمانان لاہور! آج جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو تمہارے شہر کے ہر ہر دروازے پر دستک دے رہی ہے۔ اے امت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آج ناموس محمدیؐ کی حفاظت کا سوال درپیش ہے اور یہ سانحہ سقوط بغداد سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ زوال بغداد سے ایک سلطنت پارہ پارہ ہو گئی تھی مگر توہین رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے سانحہ سے آسمانوں کی بادشاہت متزلزل ہو رہی ہے ——

گستاخی رسُول صلی اللہ علیہ وسلم پر امیر شریعتؒ کا اضطراب

راجپال نے اپنی کتاب رنگیلا رسُول (معاذ اللہ) لکھ کر مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی تو اس کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے ایک جلسہ منعقد کیا گیا جلسہ کے صدر حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب تھے آپؒ نے فرمایا :

"آج آپ لوگ جناب فخر رسل رسُول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کو برقرار رکھنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ جنس انسان کو عزت بخشنے والے کی عزت خطرے میں ہے آج اس جلیل القدر ہستی کا ناموس معرض خطر میں ہے جس کی دی ہوئی عزت پر تمام موجودات کو ناز ہے۔ آج مفتی محمد کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید کے دروازے پر ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور ام المومنین خدیجہؓ آئیں اور فرمایا کہ ہم تمہاری مائیں ہیں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کفار نے ہمیں گالیاں دی ہیں۔ ارے دیکھو تو۔ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ دروازے پر تو کھڑی نہیں! (یہ سُن کر حاضرین میں کہرام مچ گیا اور مُسلمان دھاڑیں مار مار کر رونے لگے) تمہاری محبت کا تو یہ عالم ہے کہ عام حالتوں میں کٹ مرتے ہو لیکن کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آج سبز گنبد میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تڑپ رہے ہیں۔ آج خدیجہؓ اور عائشہؓ پریشان ہیں۔ بتاؤ تمہارے دلوں میں امہات المومنین کی کیا وقعت ہے۔ آج ام المومنین عائشہؓ تم سے اپنے حق کا مطالبہ کر رہی ہیں وہی جنہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حمیرا کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ جنہوں نے سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے وقت مسواک چبا کر دی تھی۔ اگر تم خدیجہؓ اور عائشہؓ کے ناموس کی خاطر جانیں دے دو تو کچھ کم فخر کی بات نہیں یاد رکھو جس دن یہ موت آئے گی پیغام حیات لے کر آئے گی!" زمیندار ۷ر جولائی ۱۹۲۷ء۔

" مشہور ادیب ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب لکھتے ہیں اس روز پانی اور آگ سے یعنی سرد آہوں اور گرم آنسوؤں کے ملاپ سے ان کی تقریر ڈھل رہی تھی ـــــ"

اس تقریر کا اثر یہ ہوا کہ اسی ایک رات میں ہزاروں مسلمانوں نے ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے لئے گرفتاریاں پیش کیں اور پردہ نشین خواتین نے اپنے بچے حضرت امیر شریعتؒ کے قدموں میں ڈال دیئے تھے کہ ان کو رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ناموس پر قربان کر دو۔

حضرت امیر شریعتؒ کی مجاہدانہ اور عاشقانہ تقریر سے جن مسلمانوں کے دلوں میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت، الفت و عقیدت کی آگ بھڑکی تھی ان میں سے تین سرفروشوں نے راج پال پر پہلے بعد دیگرے حملے کئے خدا بخش اور عبدالعزیز کے وار خطا گئے اور یہ سعادت غازی علم الدین شہیدؒ کے حصّہ میں آئی کہ اس کے ہاتھ سے راجپال جہنم رسید ہوا اور غازی علم الدین شہیدؒ نے تختہ دار پر لبیک کہہ کر گوہر مقصود کو پالیا۔ اس کی موت آئی اور حیات جاوداں کا پیغام لے کر آئی ـــــ۔

خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن بنا کردند
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

غور فرمائیں کہ حضرتؒ کی ایک تقریر سے عشق اور محبت رسُولؐ میں مست ہو جانے کا یہ حال ہوا کہ اس نے شہادت کی موت پالی تو اس کا کیا حال ہوا ہوگا جو خود سردار عاشقاں ہے۔ جس کی ایک پکار پر تین شخص حملہ کے لئے جا رہے ہیں۔ جس کی ایک تقریر پر مائیں اپنے بچوں کو ناموس رسُولؐ پر قربان کرنے کے لئے پیش کر رہی ہیں تو آپ سوچیں وہ شخص کتنا محب رسُولؐ ہوگا! ؎

ساقی تیرا مستی سے کیا حال ہوا ہوگا
جب تو نے یہ مے ظالم شیشہ میں بھری ہوگی

میں نے نانا جانؐ کی عزت کی دعوت دی ہے

حضرت امیر شریعتؒ کی عشق رسُولؐ میں ڈوبی ہوئی تقریر سے متاثر ہو کر جب لوگ انگریزیت اور قادیانیت کے خلاف اٹھے تو حکام نے انہیں جیل کی دیواروں کی نذر کر دیا۔ جب انہیں جیل میں اطلاع ملی کہ شاہ جیؒ تشریف لائے ہوئے ہیں تو انہوں نے حکام جیل سے شاہ جیؒ کی ملاقات کی اجازت چاہی۔ شاہ جیؒ کو اس درخواست کا علم ہوا تو آپ ننگے سر اور ننگے پاؤں ان قیدیوں کی ملاقات کے لئے دیوانہ وار لپکے آپ نے تمام قیدیوں کو گلے لگایا ہتھکڑیوں اور بیڑیوں پر بوسہ دیا اور اشکبار آنکھوں اور غمناک لہجے سے فرمایا :

" تم لوگ میرا سرمایہ نجات ہو میں نے دنیا میں لوگوں کو روٹی اور پیٹ یا کسی مادی مفاد کے لئے نہیں پکارا لوگ اس کے لئے بھی بڑی بڑی قربانیاں کرتے ہیں۔ میں نے تو اپنے نانا جان حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کی دعوت دی ہے اور تم لوگ صرف اور صرف اسی مقدس فریضہ کے لئے قید و بند اور طوق و سلاسل کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہو تم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ سیاسی شہرت یا ذاتی وجاہت جس کا مقصد ہو۔ تم یہاں جیل میں بھی غیر معروف ہو اور جب تم اس دیوار زنداں سے پرے جاؤ گے تو باہر تمہارا استقبال کرنے والا اور گلے میں پھولوں کے ہار ڈال کر نعرہ لگانے والا بھی کوئی نہ ہوگا۔ نیت اور ارادے کے اعتبار سے جس کی آمد اس مقصد کے لئے ہوئی ہے وہ

کرن مقصد سے کر واپس چلا جائے گا۔ میرے لئے اس سے بڑا سرمایہ افتخار اور کیا ہو سکتا ہے۔"

ناناجانؐ کے ناموس کی عزت کا تحفظ کردیں تو!

آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے سلسلہ میں ان کا اخلاص کس درجے کا تھا اس کا اندازہ ان کی ایک تقریر جو ۱۶ فروری ۱۹۵۳ء میں لاہور میں کی تھی اور اتفاق سے اس دن خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم پاکستان لاہور آئے ہوئے تھے۔ آپ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"کوئی ہے جو میری یہ ٹوپی خواجہ ناظم الدین کے پاؤں پر رکھ دے اور انہیں میری طرف سے یقین دلا دے کہ وہ مجھے اپنا سیاسی حریف نہ سمجھیں اگر وہ محسن کائنات جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کے ناموس اور عزت کا تحفظ کر دیں تو میں اپنی زندگی بھر ان کا خدمت گار رہوں گا حتیٰ کہ ان کے گلے میں اگر سوئر بھی ہوں گے تو انہیں بھی چراتا رہوں گا۔"

حضرت امیر شریعتؒ کے ان جملوں سے مترشح ہوتا ہے کہ آپ کے دل و دماغ میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت رچی بسی ہوئی تھی عشق رسولؐ ہی کے لئے جی رہے تھے کوئی تقریر اور خطاب ایسا نہیں ملتا جو عشق رسولؐ سے خالی نظر آرہا ہو۔ ہر تقریر و خطاب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق سے لبریز ہوتا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ میرے نانا جان صلے اللہ علیہ وسلم کی اس شان (ختم نبوت) پر جس نے بھی آنکھ اٹھائی اسکی آنکھ پھوڑ دونگا۔

ختم نبوت کی حفاظت

تقسیم ملک کے بعد حضرتؒ سیاسیات سے الگ ہو کر خاص طور پر جناب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کمر بستہ ہوگئے۔ ملک بھر کے دورے کئے اور ناموس رسولؐ کے تحفظ اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا۔ جس کے نتیجہ میں ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی اور ہزاروں عاشقان رسولؐ نے جام شہادت نوش کئے حیات ابدی حاصل کی۔ اور ہزاروں نے قید و بند اور سلاخوں کے پیچھے رہنا منظور کر لیا آپ کی ایک تقریر ملاحظہ فرمائیے:

"ختم نبوت کی حفاظت میرا جزو ایمان ہے جو شخص بھی اس ردا کو چوری کرے گا۔ جی نہیں چوری کا حوصلہ کرے گا میں اس کے گریبان کی دھجیاں بکھیر دوں گا میں میاں (محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کے سوا

مٹی کو نہیں خدا نہ بنایا۔ میں انہیں کا ہوں۔ وہی میرے ہیں۔ جس کے حسن و جمال کو خود رب کعبہ نے قسمیں کھا کھا کر آراستہ کیا ہو۔ میں ان کے حسن و جمال پر دم نہ مٹوں تو لعنت ہے مجھ پر اور ان پر جو ان کا نام تو لیتے ہیں لیکن سارقوں کی خیرہ چشمی کا تماشہ دیکھتے ہیں۔"

(چٹان ـــــ نکی برے مسلمان)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"ہم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی کرنے والی کسی تحریر کو دیکھ نہیں سکتے ہم یقیناً ہر اس اخبار کو جلائیں گے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ کرے گا ہم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں۔ حضور اقدس کا ہر دشمن ہمارا بدترین دشمن ہے۔" خطبات ص [illegible]۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"میری گردن تو آج بھی تحفظ ختم نبوت اور ناموس مصطفےٰ کی خاطر پھانسی لگنے کو ترستی ہے میں تمام مسلمانوں کو مخاطب ہوں کہ تم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی آبرو کی حفاظت کرو تو میں تمہارے کتے بھی پالنے کو تیار ہوں اور اگر تم نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کی تو پھر میں تمہارا باغی ہوں میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہوں۔" ص [illegible]۔

تحفظ ناموس رسولؐ میں گولی مجھے مارو

لاہور جیل میں قیدیوں میں سے ایک نے شاہ جیؒ سے کہا کہ تحریک میں اس کا بھائی گولی کا نشانہ بن چکا ہے اس کے لئے دعا فرمائیں۔ شاہ جیؒ نے تحریک کے دوران ایسی متشددانہ کاروائیوں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

"بھائی ہم ہرگز یہ نہیں چاہتے تھے کہ حکومت یا عوام تشدد پر اتر آئیں اور کوئی ناخوشگوار صورت نمودار ہو جائے میں نے کراچی میں جب لاہور اور دوسرے مقامات پر گولی چلنے کے واقعات سنے اور معلوم ہوا کہ کئی بوڑھوں باپوں کی لاٹھیاں ٹوٹ گئی ہیں، ماؤں کے چراغ گل ہوگئے ہیں اور کئی سہاگ اجڑ گئے ہیں۔ تو مجھے اس کا بڑا صدمہ پہنچا میں نے وہاں کہا تھا کہ کاش مجھے کوئی باہر لے جائے یا ارباب اقتدار تک میری یہ آرزو پہنچا دی جائے کہ تحفظ ناموس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں اگر کسی کو گولی مارنا ضروری ہو تو گولی میرے سینے میں مار کر ٹھنڈی کر دی جائے اور کاش اس سلسلہ میں اب تک جتنی گولیاں چلائی گئی ہیں وہ مجھے ٹکٹکی پر باندھ کر میرے سینے میں پیوست کر دی جائیں۔"

(سلسلہ جاری ہے)

ام المؤمنین

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

نام ونسب

آپ کا نام نامی خدیجۃ الکبریٰ، کنیت ام ہند اور لقب طاہرہ تھا والد کا نام خویلد دادا کا نام اسد ماں کا نام فاطمہ اور نانا کا نام زائدہ تھا عرب کے مشہور اور معزز خاندان قریش میں پیدا ہوئیں، نہایت شریف النفس اور پاکیزہ خصال تھیں، اسی پاکیزہ اخلاق کی وجہ سے زمانہ جاہلیت میں طاہرہ کہہ کر پکاری جاتی تھیں آپ کے والد مکہ کے مشہور تاجر اور اپنے قبیلہ میں بہت باعزت اور بااثر تھے۔

پیدائش

آپ کی پیدائش واقعۂ فیل سے پندرہ سال پہلے ہوئی اس لئے عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پندرہ سال بڑی تھیں۔
(طبقات ابن سعد جلد ہشتم ذکر خدیجہؓ)

پہلی ودوسری شادی

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح عرب کے ایک سردار ابوہالہ تیمی کے ساتھ ہوا ان سے دو لڑکے ہوئے ایک کا نام ہالہ اور دوسرے کا نام ہند تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد یہ دونوں صاحبزادے مسلمان ہوگئے تھے ابوہالہ کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہ کا دوسرا نکاح عتیق بن عابد مخزومی کے ساتھ ہوا، ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام بھی ہند رکھا گیا۔ اسی مناسبت سے حضرت خدیجہؓ کی کنیت اُم ہند تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد عتیق کا بھی انتقال ہوگیا اب آپ پھر بیوہ ہوگئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح

جب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف بیس سال سے متجاوز ہوئی تو آپ انتظام معاش کی طرف متوجہ ہوئے آپ کا خاندانی پیشہ تجارت تھا اور آپؐ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ تجارتی سفر کرکے تجربہ بھی حاصل کرچکے تھے اس لئے فکر معاش میں آپ کے لئے تجارت سے بہتر اور کون سا پیشہ ہو سکتا تھا۔ لیکن یتیم عبداللہ کے پاس اتنا سرمایہ کہاں تھا جس سے اس سلسلہ کا آغاز ہوتا، اس لئے آپ دوسروں کا مال لے کر خرید و فروخت کرتے تھے اور معاوضہ کی مقررہ رقم آپؐ کو مل جاتی تھی، تھوڑے ہی دنوں میں آپؐ کی دیانت داری راست بازی اور خوش معاملگی کی سارے مکہ میں شہرت ہوگئی اب ہر شخص آپؐ ہی کے ذریعے سے تجارت کرنے کا آرزومند تھا تاکہ جلد سے جلد مال فروخت ہو اور زیادہ سے زیادہ نفع حاصل ہو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی عورت ذات اور بیوہ ہونے کی وجہ سے دوسروں کو اُجرت دے کر اپنا مال خرید و فروخت کراتی تھیں اس لئے دیانت دار اور راست معاملہ افراد کی ان کو ہمیشہ جستجو رہتی تھی، جب انہوں نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امانت و صداقت کا شہرہ سُنا تو آپؐ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ میرا مال تجارت لے کر شام جائیں، میں اپنا غلام میسرہ ساتھ دوں گی اور دوسروں سے دوگنا معاوضہ دوں گی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور کی اور سامان تجارت لے کر بصریٰ روانہ ہوئے۔

اس سفر میں میسرہ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا بغور مطالعہ

کیا اور آپؐ میں ایسی نمایاں خصوصیات دیکھیں جو کسی دوسرے انسان میں نظر نہ آتی تھیں۔ معاملات کی صفائی۔ وعدہ کی پابندی۔ اخلاق کی پاکیزگی اور دیانت و امانت کا خیال یہ چیزیں میسرہ کو آپؐ کی زندگی میں ہر وقت محسوس ہوتی تھیں ان حالات سے وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ سفر کی واپسی کے بعد تمام واقعات اپنی مالکہ سے بیان کئے اور مال تجارت میں بھی ہر دفعہ سے زیادہ نفع ہوا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پاک و بے لوث زندگی کا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بھی گہرا اثر ہوا۔ اور ان کے دل میں آپؐ کی خاص عزت و عظمت پیدا ہو گئی اور روز بروز یہ عزت و عظمت بڑھتی ہی گئی آخر کچھ دنوں کے بعد انہوں نے خود ہی نکاح کا پیغام دیا۔

آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بذات خود اس معاملہ کو ناپسند کیا اس لئے آپؐ نے اس کا ذکر اپنے چچا ابو طالب سے کیا انہوں نے اس رشتہ کو بہت پسند کیا اور نسبت طے ہو گئی

تاریخ معین میں حضرت ابو طالب۔ حضرت حمزہؓ اور بعض دوسرے اکابر خاندان حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر جمع ہوئے۔

حضرت خدیجہؓ کی طرف سے ان کے چچا عمرو بن اسد وکیل نکاح بنے۔ ابو طالب نے خطبۂ نکاح پڑھایا پانچ سو درہم مہر مقرر ہوا۔ اور یہ سنت بحسن و خوبی مکمل ہوئی۔

اس وقت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۵ سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ۴۰ سال تھی۔

قبولِ اسلام اور دینی خدمات

نکاح کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تمام پہلو بے نقاب تھے پندرہ سال تک انہوں نے آپ کو زندگی کو خوب اچھی طرح دیکھا اور سمجھا دن بدن آپ کی عقیدت و محبت بڑھتی ہی گئی یہاں تک کہ ہدایت الٰہی کا چشمہ پھوٹا اور وحی الٰہی کی بارش شروع ہوئی۔ حضرت خدیجہؓ پر آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت و امانت کا پہلے ہی سے اثر تھا اور طبیعت بھی حق پسند پائی تھی اس لئے قبول حق میں سب سے پہلے ان ہی نے قدم اٹھایا اور اس دشوار گذار راہ میں سب سے پہلے آپؐ کے ساتھ ہو لیں اس وقت اسلام لانا کوئی آسان کام نہ تھا سالہا سال کے پھیلے اور جمے مذہب کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے خدا کی وحدانیت کا اعلان کرنا، عرب جیسی جنگجو قوم کے مقابلے میں بڑا ہی مشکل کام تھا لیکن فیاض ازل نے جن سعادت مند انسانوں کی قسمت میں یہ دولت لکھ دی تھی ان کے لئے ساری مشکلات آسان تھیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی حق پرست اور باہمت بیوی عشق الٰہی کی شراب سے سرشار ہونے کے بعد کب خاموش بیٹھ سکتی تھیں انہوں نے اس جام مے کو دوسروں تک پہنچانے کی جدوجہد شروع کر دی اور جو لوگ اس شراب توحید سے مست ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تھے ان کی حفاظت میں جان و مال قربان کرنے پر آمادہ ہو گئیں اب دن رات ان کو اس کی فکر تھی کہ خدا کا دین پھیلے اور اللہ کا کلمہ بلند ہو چاہے جان رہے یا جائے اس دھن میں انہوں نے اپنا تمام مال و متاع لٹا دیا اور اپنی عزیز سے عزیز چیز قربان کر دی۔ خود سخت سے سخت تکلیفیں اٹھائیں۔ مصیبتیں جھیلیں اذیتیں برداشت کیں لیکن مسلمانوں کی راحت رسانی اور آرام دہی کا ہر وقت خیال رکھا، ان کو ظالموں کے پنجۂ استبداد سے چھڑانے میں اپنی دولت پانی کی طرح بہا دی۔ دوسری طرف جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مشرکین مکہ جسمانی و روحانی اذیتیں پہنچاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخیاں کرتے تھے اس کے دین کے ساتھ استہزاء کرتے تھے، جس سے آپ ملول و غمزدہ ہو جاتے تھے تو حضرت خدیجہؓ ہی اپنی سکون پرور اور اطمینان بخش باتوں سے آپ کی دلجوئی فرماتی تھیں اور ایسی تسکین آمیز باتیں کرتی تھیں کہ آپؐ کا حزن و ملال دور ہو جاتا تھا غرض کہ اسلام کے اس نازک دور میں جو مشکلات کے لحاظ سے سخت ترین دور تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جانی و مالی قربانیاں اسلام اور مسلمانوں کے لئے تائید غیبی بن کر ظاہر ہوئیں اور رسالت کے کام کو آگے بڑھایا ایک مرتبہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی ان خدمات کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسطرح بیان کیا۔

"وہ اس وقت ایمان لائیں جب لوگوں نے انکار کیا اور
اس وقت میری تصدیق کی جب سب نے جھٹلایا، اس
وقت مجھ کو مال دیا جب سب نے محروم کر دیا تھا۔"

(زرقانی)

حضرت خدیجہؓ کیساتھ رسول اللہؐ کی محبت

آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیویوں میں سب سے زیادہ محبت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھی جب تک وہ زندہ رہیں آپؐ نے دوسری شادی نہیں کی اور جب اُن کی وفات کے بعد دوسری بیویاں آپؐ کے نکاح میں آئیں اس وقت بھی حضرت خدیجہؓ کی محبت میں کمی نہ ہوئی۔ حضرت

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اگرچہ میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہیں دیکھا تھا لیکن مجھ کو سب سے زیادہ رشک انہیں پر تھا کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کا تذکرہ بہت کرتے تھے۔ آخر ایک روز میں نے کہا یا رسول اللہ آپ تو ان کا ذکر ایسا کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ دنیا میں کوئی عورت ہی نہیں ہے۔ آپ نے بکرار فرمایا بے شک وہ ایسی ہی تھیں۔ ایسی ہی تھیں اللہ نے مجھ کو ان سے اولاد بخشی۔

(بخاری و مسلم)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا یہ حال تھا کہ آپ کو وہ تمام چیزیں عزیز و محبوب تھیں جن سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کچھ بھی انس یا تعلق تھا۔ حضرت خدیجہ کی ان اولادوں کے ساتھ نہایت محبت کے ساتھ پیش آتے تھے جو ان کی پہلے شوہروں سے تھیں، ان کی سہیلیوں، ملنے والیوں حتیٰ کہ ہم شکل و ہم آواز لوگوں سے بھی نہایت محبت و اخلاص کا برتاؤ کیا کرتے تھے اور یہ برتاؤ ان کی زندگی ہی تک محدود نہ تھا بلکہ ان کی وفات کے بعد بھی اسی طرح قائم تھا،

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ گھر میں جب بکری ذبح ہوتی تھی تو آپ اس میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ملنے والیوں کے پاس ضرور بھیجتے تھے ایک دن میں نے ذرا ناگواری سے کہا کہ یا رسول اللہ خدیجہؓ کی ملنے والیوں کے پاس! آپ نے فرمایا ہاں۔ میرے دل میں ان کی محبت ہے اسی طرح جب کبھی کوئی اچھی چیز آتی تھی (تو آپ فرماتے تھے کہ فلاں فلاں عورتوں کے پاس لے جاؤ وہ خدیجہؓ کی دوست تھیں۔)

جب غزوۂ بدر میں حضرت ابوالعاص، جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کے شوہر تھے اور ابھی تک اسلام نہ لائے تھے گرفتار ہو کر آئے تو عام اسیران بدر کی طرح ان کی رہائی کے لئے بھی فدیہ مقرر ہوا حضرت زینبؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے فدیہ کی رقم میں وہ ہار بھیجا جو ان کو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جہیز میں دیا تھا۔ جب وہ ہار آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس یادگار کو دیکھ کر آپ کا دل بھر آیا۔ آپ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ اگر تمہاری اجازت ہو تو میں یہ ہار واپس کر دوں سب نے بخوشی اجازت دی اور وہ ہار واپس کر دیا گیا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک بہن حضرت ہالہ تھیں ان کی آواز حضرت خدیجہؓ کی آواز سے بہت مشابہ تھی۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد جب آپ نے ان کی آواز سنی تو آپ کے دل میں اپنی عزیز بیوی کی یاد کی لہر دوڑ گئی پھر آپ نے فرمایا کہ ہالہ ہوں گی۔

ایک روز حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر ابوہالہ کے صاحبزادے ہالہ (جو حضرت خدیجہؓ ہی کے بطن سے تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے دوپہر کا وقت تھا اور آپ آرام فرما رہے تھے ان کی آہٹ سے آنکھ کھل گئی۔ آپ نے فرطِ محبت سے ان کو سینہ سے لگا لیا اور فرمایا ہالہ ہیں ہالہ ہیں ہالہ ہیں۔

(زندقانی بحوالہ طبرانی)

غرض کہ آپ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس درجہ محبت تھی کہ آپ ان تمام چیزوں سے محبت کرتے تھے جن سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کچھ بھی لگاؤ تھا،

رسولؐ اللہ کیساتھ حضرت خدیجہؓ کی محبت

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو محبت تھی اس کی مثال ملنا مشکل ہے انہوں نے آپ کی محبت میں اپنی زندگی کا سارا عیش و آرام قربان کر دیا اور آرام و راحت میں نہیں تکلیف و مصیبت میں آپ کی ایسی دلدادہ رہیں جس کی نظیر نہیں ملتی۔ وہ ایک دولت مند اور مال دار گھرانے کی لڑکی تھیں۔ عمر کے چالیس سال نہایت عیش و عشرت سے گذرے تھے۔ تکلیف و مصیبت کا کبھی منہ بھی نہیں دیکھا تھا لیکن جس بوریہ نشین (صلے اللہ علیہ وسلم) کے گھر بیاہ کر آئی تھیں اس کے گھر میں سامان عشرت اور اسباب تعیش تو درکنار معمولی زندگی بسر کرنے کا بھی پورا سامان نہ تھا اس کو آرام طلبی اور تعیش پسندی سے فطرتاً نفرت تھی اور بعثت کے بعد تو معمولی ضروریات زندگی کی طرف توجہ کرنا بھی بارِ خاطر تھا ایسے شوہر کے ساتھ انتہائی اخلاص و عقیدت مندی کے ساتھ پیش آنا کمال محبت کی دلیل ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی محبت کا یہ عالم تھا کہ اگر کبھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر آثار ملال دیکھتی تھیں تو فرطِ غم سے بے چین ہو جاتی تھیں اور ان کو اس وقت تک چین نہ آتا تھا جب تک آپ کو مسرور و شاداں نہ دیکھ لیتی تھیں۔ آپ کی راحت رسانی اور آرام دہی میں ہمیشہ کوشاں رہتی تھیں۔ اور آپ کی خوشنودی و رضامندی کا ہر وقت خیال رکھتی تھیں۔

جب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر پہلی بار وحی نازل ہوئی۔ اور اس کے اثر سے آپ پر لرزہ بخار کی سی کیفیت طاری ہوئی اور آپ نے گھر پہنچ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنی تکلیف بیان کی تو حضرت خدیجہؓ کا دل پریشان ہو گیا لیکن انہوں نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دلجوئی اور تسکین خاطر کی فکر میں اپنی پریشانی ظاہر نہ ہونے دی اور آپ کے وہ اوصاف بیان کئے جن کی بناء پر ان کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کو نقصان نہ پہونچائے گا۔ (بخاری)

جب آپ کفار مکہ کی شرارتوں سے پریشان ہو کر گھر تشریف لاتے تھے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر آپ کی پریشانی کا بڑا اثر پڑتا تھا اس وقت ان کا سب سے محبوب مشغلہ یہ تھا کہ وہ اپنی دلنواز باتوں سے آپ کی پریشانی دور کریں اور جب تک آپ کے دل سے حزن وملال دور نہ ہو جائے خاموش نہ بیٹھیں۔

امورِ خانہ داری میں سلیقہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خانگی انتظام اور امور خانہ داری کے انجام دینے کا خاص سلیقہ عطا کیا تھا وہ بچوں کی پرورش اور گھر کا انتظام نہایت خوبی سے کرتی تھیں چنانچہ ان کی وفات کے بعد آنحضرت نے ان کی صفت کو اس طرح بیان فرمایا:

كانت أم العيال وربة البيت ۔ — وہ بچوں کی ماں اور گھر کی منتظم تھیں۔

وفات

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفا شعار اور عقیدت کیش بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دسویں رمضان ۱۰ نبوی میں بعمر ۶۵ سال وفات پائی اور آپ کی صحبت سے ۲۵ سال تک فیضیاب ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوئیں مقام حجون میں دفن کی گئیں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبر میں اتارا اس وقت تک نماز جنازہ شروع نہ ہوئی تھی۔ اس لئے اسی طرح دفن کی گئیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت خدیجہؓ کی وفات کا رسول اللہ پر اثر

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی مونس وغم خوار بیوی کے اٹھ جانے سے آں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا صدمہ ہوا جس سے آپ رنجیدہ رہتے تھے (اسی سال ابو طالب کا بھی انتقال ہو گیا آپ نے اسی رنج وصدمہ کی وجہ سے اس سال کا نام عام الحزن (سال غم) رکھ دیا تھا۔

حضرت خدیجہؓ کی اولاد

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے دو لڑکے ہالہ اور ہند ان کے پہلے شوہر ابو ہالہ تمیمی سے اور ایک لڑکی ہند ان کے دوسرے شوہر عتیق بن عائذ سے ہوئی تھی۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حبالۂ نکاح میں آئیں تو ان کے بطن سے دو لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ صاحبزادوں کے نام قاسم و عبداللہ ہیں اسی قاسم کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے یہ دونوں صاحبزادے حضرت خدیجہؓ کے سامنے بچپن ہی میں انتقال کر گئے تھے صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت کلثوم، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ ان میں سب سے بڑی حضرت زینبؓ تھیں اور سب سے چھوٹی حضرت فاطمہؓ، حضرت زینبؓ کا نکاح ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص کے ساتھ ہوا اور حضرت رقیہؓ وحضرت کلثومؓ یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آئیں۔ حضرت فاطمہؓ جو آپ کی سب سے چھوٹی اور سب سے چہیتی صاحبزادی تھیں، حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

اعزہ واقارب

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دو بہنیں تھیں ایک کا نام ہالہ اور دوسری کا نام رقیہ تھا حضرت ہالہ کے صاحبزادے حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت زینبؓ کا نکاح ہوا تھا۔ عوام جن کے لڑکے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ان کے حقیقی بھائی تھے۔

(طبقات جلد ۸ ذکر بنات النبی)

فضائل ومناقب

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دینی کارنامے۔ اشاعت اسلام میں مخلصانہ جدوجہد، ان کی زاہدانہ زندگی۔ بے مثل تقویٰ و پرہیزگاری، ان کی

باقی صفحہ ۷ پر

کا ... ختم ہوا

○ —— قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کے فیصلہ پر فوری طور پر عمل درآمد کیا جائے

○ —— تعلیمی اور دفاعی اداروں میں قادیانیوں کے تقرر پر پابندی عائد کی جائے۔

○ —— اسلام میں قادیانیوں کی حیثیت باغی اور محارب کی ہے۔

○ —— ختم نبوت کانفرنس گوجرہ ○ —— میرپور خاص کی مساجد میں منظور شدہ قرارداد

ثالہی ضلع تھرپارکر کے ممتاز دینی اور دنیوی رہنماؤں حکومت پاکستان سے پر زور مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ مرزا طاہر کے اندرون ملک دوروں پر پابندی لگائی جائے۔ کیونکہ مرزا طاہر کے ان دوروں سے ملک دشمنی کی بو آتی ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل کرتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے فیصلہ پر آئینی طور سے فی الفور عملدرآمد کیا جائے۔

مولانا محمد اسلم قریشی کو جلد از جلد بازیاب کر کے مجرموں کو بے نقاب کیا جائے۔ اور مجرموں کو عبرتناک سزا دی جائے۔ تاکہ پھر کسی کو شرمناک کام کرنے کی جرأت نہ ہو سکے۔ قادیانیوں کے بڑے لیڈر مرزا طاہر کو شامل تفتیش کیا جائے کیونکہ مولانا محمد اسلم قریشی کے وارثوں نے قادیانیوں پر اغوا کا الزام عائد کیا ہے۔

قادیانیوں کی مسلح تنظیموں پر پابندی فوری طور پر لگائی جائے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا جائے اور قادیانیوں کا غیر مسلم کے طور پر اندراج کیا جائے۔

تمام دفاعی اور کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو علیحدہ کیا جائے۔ اور آئندہ کے لئے ان عہدوں پر قادیانیوں کی تقرری پر پابندی لگائی جائے۔

تعلیمی اداروں میں قادیانی اساتذہ کے تقرر پر فوری پابندی عائد کی جائے۔ ہم مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں کو سیالکوٹ میں عظیم الشان متحدہ ختم نبوت کانفرنس کامیابی سے منعقد کرنے پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے مجلس عمل کے رہنمائی کو اپنے ہر طرح کا تعاون کا یقین دلاتے ہوئے کانفرنس کی تمام قراردادوں کی فوری منظوری کا مطالبہ کرتے ہیں۔

چوہدری محمد اسلم صدر جامع مسجد نوری ثالہی، محمد لطیف سیکرٹری، مولوی عبداللہ جان، مولوی سید محمود، چوہدری رحمت اللہ، چوہدری جاوید نیاز سلام خان پٹھان اور غلام محمد نے اپنے مشترکہ بیان میں

ڈیرہ اسماعیل خان

مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے رابطہ سیکرٹری زاہد الراشدی اور دیگر راہنماؤں اور حاجی مہربان نے آج یہاں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ تینوں مسلح افواج میں قادیانیوں کی بھرتی کو ممنوع قرار دیا جائے کیونکہ قادیانیوں کے مذہبی عقیدہ میں جہاد حرام ہے اس لیے مسلح افواج میں ان کا کوئی جواز نہیں ہے انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کے بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات، اسلامیان پاکستان کے جذبات و احساسات کی آئینہ دار ہیں اس لیے حکومت کو ان سفارشات کی فوری منظوری اور ان پر عملدرآمد کا اعلان کرنا چاہیے۔

انہوں نے کہا حکومت نے تمام جماعتوں کی رضا کار تنظیموں پر پابندی عائد کر رکھی ہے لیکن قادیانیوں کی نیم فوجی مسلح رضا کار تنظیمیں موجود و متحرک ہیں لیکن ان پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ ملک کی سالمیت کا تقاضا ہے کہ تمام مسلح قادیانیوں کی تنظیموں کو خلاف قانون قرار دیا جائے اور ان کا تمام اسلحہ ضبط کیا جائے۔

ایک سوال کے جواب میں زاہد الراشدی نے کہا کہ اسلام اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے اور غیر مسلم اقلیتوں کے بارے میں رواداری اور فراخدلی کا حکم دیتا ہے۔ لیکن چونکہ قادیانی خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہیں کرتے اور دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور خود کو مسلمان کہلانے پر مصر ہیں، اس لیے ان کی حیثیت باغی اور محارب کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر قادیانی خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کریں تو ہم ان کے اقلیتی حقوق کی اس طرح حفاظت کریں گے جس طرح دوسری اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کرتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ مرکزی مجلس عمل نے ۲۹ اپریل کو راولپنڈی میں کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا ہے اس سے قبل کوئٹہ، کراچی، حیدرآباد، سکھر، فیصل آباد اور پشاور میں بھی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوں گی جن سے تمام مکاتیب فکر کے علماء کرام خطاب کریں گے۔

انہوں نے کہا کہ مرکزی مجلس عمل کے مطالبات ۳۰ اپریل تک منظور نہ کیے گئے تو یکم مئی سے عملی جدوجہد شروع کی جائے گی۔

چوتھی سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس گوجرہ

گوجرہ سے عبد الغفار صاحب لکھتے ہیں:

مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرہ کے تحت چوتھی سالانہ دو روزہ کانفرنس بتاریخ ۲۹، ۳۰ مارچ ۱۹۸۴ء بروز جمعرات، جمعہ بمقام لائبریری گراؤنڈ منعقد ہوئی۔ جس میں امیر مرکزیہ شیخ المشائخ حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد مدظلہ، مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا صاحبزادہ فضل الرحمٰن صاحب و دیگر تمام مکاتیب فکر کے علماء کرام نے شرکت کی

مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرہ کے سالانہ انتخابات

پچھلے دنوں مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرہ کا سالانہ انتخاب عمل میں آیا جس میں مندرجہ ذیل عہدے دار چنے گئے۔

امیر: حضرت مولانا محمد محمود صاحب ناظم اعلیٰ مدرسہ عزیزیہ گوجرہ

نائب امیر: چوہدری حاجی غلام محمد صاحب

جنرل سیکرٹری۔ حافظ عبدالحئی صاحب۔

نائب جنرل سیکرٹری: قاری عبیدالرحمٰن صاحب۔

خزانچی: میاں عبدالشکور صاحب جمیل سوپ والے

ناظم نشر و اشاعت۔ عبدالغفار، قاری محمد اکرم مدنی۔

مانسہرہ

مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع مانسہرہ کا ایک تعزیتی اجلاس خطیب جامع مسجد ناڑی حضرت مولانا عبدالحئی صاحب مدظلہ مدرسہ دارالعلوم معارف القرآن میں منعقد ہوا جس میں بھاری تعداد میں علماء اور دیگر معززین شہر نے شرکت کی قاری محمد نعمان کی تلاوت کے بعد منظور احمد شاہ آسی ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت مانسہرہ نے مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود صاحب رحمۃ اللہ کے حالات زندگی پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور مولانا مرحوم کی خدمات جلیلہ کا تذکرہ بیان کیا۔

اس کے بعد خطیب شہر حضرت مولانا عبدالحئی صاحب نے اپنے بیان میں فرمایا کہ مولانا مرحوم کی وفات حسرت آیات سے ایسا خلا پیدا ہوا ہے جس کو مدتوں سے پر نہ کیا جا سکے گا اور خصوصاً ختم نبوت کے محاذ پر مولانا اکیلے پوری جماعت کا نعم البدل تھے اور خصوصاً حضرت امیر شریعت کے رفقاء کار میں خاص مقام رکھتے تھے اسی قسم کے خیالات اظہار حضرت مولانا عبداللہ خالد خطیب مرکزی جامع مسجد مانسہرہ نے کیا اس کے بعد مولانا کے لیے ایصال ثواب کیا گیا، اجلاس سے قبل دارالعلوم کے طلبہ نے قرآن خوانی کی۔

میرپور خاص کی مساجد میں منظور شدہ قرارداد

آج کا یہ اجتماع جمعۃ المبارک حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے آئینی فیصلہ پر عمل کیا جائے۔ اور اس سلسلہ میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

باقی صفحہ ۲۲ پر ملاحظہ فرمائیں

مولانا نذیر احمد مبلغ مجلس
تحفظ ختم نبوۃ

صدر پاکستان کے نام کھلا خط

بخدمت عزت مآب عالی مرتبت جناب صدر پاکستان صاحب

دام ظلکم العالی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بعد از صد آداب عرض خدمت ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اسلامی معاشرے میں عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف تبلیغ کرنا ناقابل معافی جرم ہے۔ لیکن پاکستان میں قادیانیت کی تبلیغ کھلم کھلا ہو رہی ہے اور جہاں کوئی قادیانی بیٹھا ہے وہ اپنی ملازمت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر عقیدہ ختم نبوت کے خلاف نوجوان مسلمانوں کو دعوت دیتا ہے کسی کو ملازمت کا چکر دے کر کسی کو مالی منفعت کا طمع دے کر اور کسی پر اپنی افسری کا رعب ڈال کر قادیانی بنانے کی کوشش کرتا ہے اور آجکل قادیانی افسران (مرزا طاہر احمد جو قادیانیوں کا موجودہ خلیفہ ہے) ملک کے مختلف شہروں میں اس کی تقریروں کا بندوبست کر رہے ہیں وہ کسی قادیانی کی کوٹھی پر تقریر کرتا ہے، لاؤڈ سپیکر استعمال کرتا ہے۔ قادیانی ملازمین گورنمنٹ کی گاڑیاں اس کے استقبال پر اور اس کے جلسے میں مسلمانوں کو لاکر مرزا طاہر کی تقریریں سناتے ہیں پھر اس کی تقریریں ٹیپ کرکے وی سی آر پر مسلمان نوجوانوں کو بلاکر سناتے ہیں۔

ابھی حال ہی میں مرزا طاہر احمد حیدر آباد میں آیا۔ لطیف آباد نمبر ۳ میں اس نے تقریر کی لاؤڈ سپیکر استعمال کیا۔ میجر داؤد احمد قادیانی جو واپڈا حیدر آباد میں ملازم ہے اس نے واپڈا کی گاڑیاں مرزا طاہر احمد کے استقبال کے لیے استعمال کیں اور واپڈا ساؤتھ واٹر ونگ کے افسران کو دعوت دے کر مرزا طاہر کی تقریر سنائی اور ان افسران نے مرزا طاہر کے ساتھ کھانا کھایا۔

(۱) میجر داؤد اور دوسرے واپڈا کے افسران نے واپڈا کی گاڑیاں استعمال کیں۔

(۲) میجر داؤد احمد قادیانی مسلمان لڑکوں کو ملازمت اور دوسری چیزوں کی لالچ دے کر اور اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کر کے مسلمان بیروزگار لڑکوں کو مرتد کرتا ہے اور ربوہ پہنچاتا ہے۔

دسمبر ۱۹۸۳ء کے سالانہ جلسہ ربوہ میں میرآباد حیدر آباد کے دس مسلمان لڑکوں کو لے گیا۔ جب وہ واپس آئے تو حیدر آباد شہر میں ایک اضطراب پیدا ہوا پھر میجر داؤد قادیانی نے مسلمان علماء کو مناظرے کا چیلنج دیا۔ بڑے بڑے پوسٹر چھپے آخر قادیانیوں کو شکست فاش ہوئی۔

میجر داؤد احمد قادیانی نے شیریں خوان کو جو میجر داؤد احمد قادیانی کا ڈرائیور تھا اس کو لاہور لے گیا اور لاہور میں جا کر کہا کہ ربوہ چلو۔ جب اس نے ربوہ جانے سے انکار کیا تو واپس آکر میجر داؤد نے ربوہ نہ جانے کی یہ سزا اپنے اثرات استعمال کر کے نوکری سے خارج کرانے کی کوشش کی۔ لیکن افسران بالا کی مداخلت سے اس کی نوکری تو بچ گئی لیکن اس کا خیرپور میرس تبادلہ کر دیا گیا اس سے بیان حلفی لیا جا سکتا ہے۔

میجر داؤد احمد قادیانی پر مرزائیوں کی طرف سے حیدر آباد کے مسلمانوں کو مرتد بنانے اور مرزائیوں کو حکومت کی چھتری اور تحفظ کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

جناب والا کی خدمت میں میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ پر دینی مذہبی قانونی، اور اخلاقی فرض ہے کہ آپ میجر داؤد احمد قادیانی کی ان حرکات اور ارتدادی سرگرمیوں کا فوراً پوری سختی سے نوٹس لیں اس میں آپ کا بھلا ہے، ملک کا بھلا ہے، مذہب کا بھلا ہے۔

اگر آپ نے کسی قسم کی رو رعایت کی تو پھر ہی ملک میں

باقی ص۲۲ پر

منظور احمد الحسینی

نقد و نظر

تبصرہ طلب کتاب کی دو جلدیں روانہ فرمائیں

کتاب :۔ معارف شمس تبریز

مرتب : حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب۔

صفحات : ۴۴۸ ۔ قیمت درج نہیں ۔

ناشر : کتب خانہ مظہری گلشن اقبال ۲ کراچی

حضرت شمس تبریزیؒ مولانا جلال الدین رومیؒ کے پیشیخ تھے۔ مثنوی (ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار کا مجموعہ) سے مولانا رومی کو عظیم شہرت حاصل ہوئی اور مولانا رومی کا جو والہانہ اور عاشقانہ تعلق حضرت شمس تبریزی سے تھا چونکہ وہ مثنوی میں جگہ جگہ ظاہر ہوا اس وجہ سے حضرت شمس الدین تبریزی کا کمال فیض بھی روشن ہوا۔ حضرت تبریزی کا قلندرانہ مذاق تھا آپ اپنے وقت کے سلطان العرفا تھے۔ معارف شمس تبریز متکلم امت حضرت شمس تبریز کے حقائق و معارف سے لبریز کلام کا شگفتہ اور سلیس اردو میں ترجمہ اور تشریح ہے۔ اس گرانمایہ تالیف پر مقدمہ اور تعارف مولانا حکیم محمد اختر صاحب زید مجدہٗ کا ہے۔ جب کہ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ ، مولانا ابرارالحق صاحب زید مجدہ ، مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع صاحب ۔ محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوریؒ ، حضرت مولانا مفتی رشید احمد زید مجدہٗ، حضرت عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبد الحی صاحب عارفی دامت برکاتہم ، حضرت بابا نجم احسن نگرامی کی تقریظات ہیں ۔ یہ مبارک کتاب اس لائق ہے کہ تصوف کا ہر طالب علم اس کا بار بار مطالعہ کرے ۔

مجموعہ وصایا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و ترجمہ ۔ مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

صفحات : ۷۸ قیمت سوا پانچ روپے صرف

ناشر : مکتبۃ الشیخ ۳/ ۳۶۷ بہادر آباد کراچی ۵

زیر تبصرہ رسالہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کی وہ پانچ وصیتیں جمع کی گئیں ہیں جو انہوں نے اپنے "تلامذہ امام ابو یوسف ، یوسف بن خالد سمتی ، حماد بن ابی حنیفہ ، نوح بن ابی مریمؒ وغیرہم کو فرمائی تھیں ۔

امید ہے اہل نظر اس گوہر گراں مایہ کی قدرشناسی فرمائیں گے ۔ حق تعالیٰ شانہ مترجم اور ناشر کو بہترین جزا عطا فرمائیں ۔

کتاب : تسہیل قصد السبیل :

افادات : حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ ۔

صفحات : ۶۴ قیمت سوا پانچ روپے صرف

ناشر : کتب خانہ مظہری گلشن اقبال ۲ کراچی

طالبان خدا کے لیے یہ رسالہ اسقدر مشہور مقبول اور اہم ہے کہ ہر طالب حق کے لیے اس رسالہ کے مطالعہ کو مشائخ نے ضروری قرار دیا ہے ۔

کتاب : فتوحات اسلام (منظوم)

مولف و ناظم : مولانا لطافت علی عقا صدیقی ۔

صفحات : ۲۷۰ قیمت درج نہیں ۔

ناشر : کتب خانہ مظہری گلشن اقبال ۲ کراچی

اس مجموعہ میں ابتدائے نبوت سے وفات سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک کے اہم واقعات ، غزوات و سریات کا ذکر ہے ۔ دوسرے حصہ میں عہد خلافت شیخین رضی اللہ عنہم اجمعین کے کارنامے اور عراق و شام کی جنگیں ، مستند تواریخ اور معتبر کتابوں سے ماخوذ درج ہیں بیشتر "تاریخ طبری اور ابن خلدون سے استفادہ کیا گیا ہے ۔ اضافی ، اختلافی اور "تاریخی واقعہ کی وضاحت وہیں نظم میں یا حاشیہ میں کر دی گئی ہے ۔

بقیہ:۔ خصائل نبوی ؐ

جس کو اول مجلاً جنت میں آخری داخل ہونے والا ارشاد فرمایا تھا یا اور شخص ہے ۔ شراح کی تحقیق یہ ہے کہ کوئی اور شخص ہے اور جنت میں آخری داخل ہونے والا شخص وہ ہے جس کا قصہ اسی باب کے شروع پر آرہا ہے ۔

بقیہ:۔ کاروانِ ختم نبوت

(۲) سول اور فوج کے کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو الگ کیا جائے اور قانون نافذ کیا جائے کہ کوئی قادیانی اور غیر مسلم کلیدی عہدہ پر فائز نہیں ہو سکے ۔

(۳) مولانا محمد اسلم قریشی کو جلد از جلد بازیاب کیا جائے اور ان کے اغواء کے کیس میں مرزا طاہر احمد کو شامل تفتیش کیا جائے ۔

(۴) قادیانیوں کی مسلح تنظیموں پر پابندی لگائی جائے ۔

(۵) پاسپورٹ اور شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کر کے قادیانیوں کا بطور غیر مسلم اندراج کیا جائے ۔

کراچی

پچھلے دنوں مارچ کے آخری عشرہ میں کراچی کے علاقوں کا دورہ کیا گیا جبکہ لسبیلہ کے جلسہ عام سے باوا صاحب نے خطاب کیا اور راقم نے لیاقت آباد اور شیر شاہ عظمت انبیاء کانفرنس میں شرکت کی اور عوام کو قادیانیوں کی سرگرمیوں سے خبردار کیا ۔

بقیہ:۔ روداد

ذات کا مسئلہ ہے علماء تو علماء ہر مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ عقیدت ومحبت رکھتا ہے اور آپ ؐ کی ناموس پر سر کٹ مرنے کو تیار ہے ۔ اس مسئلے کے لئے عوام اور علماء نے بے حد قربانیاں دی ہیں ہم نے مجلس عمل کی ہدایات کے مطابق چلنا ہے ، اور اسی کے مطابق ہم آگے بڑھیں گے کراچی کی حد تک جو کچھ ہو سکتا ہے ہم کریں گے لیکن یہ سب کچھ مجلس عمل کے فیصلے کی روشنی میں ہوگا ہم کو کراچی میں ایسے طور پر کام کرنا چاہئے کہ اس کا سارے ملک پر اثر پڑے ۔ بہت زور دار کام ہونا چاہئے ۔ یہ کام صرف مجلس کا ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان کا ہے ۔

تقریباً سوا ـــ بجے قرار دادیں منظور کی گئیں جن کو تمام علماء کرام نے منظور کیا جن میں ۱۰ قرار دادیں پچھلے شمارے میں شائع ہو چکی ہیں بقیہ ہدیہ قارئین ہیں ۔

(۱۱) یہ اجلاس مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مطالبات کی مکمل تائید کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مجلس عمل کے مطالبات بلا تاخیر منظور کرے

(۱۲) قادیانی اخبار الفضل مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۸۴ء کے اداریے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیانی ملک کے اقتدار پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں ان کے عزائم سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کر چکے ہیں لہٰذا مرزا طاہر کو اس جرم میں فوری طور پر گرفتار کیا جائے ۔

یہ اجلاس مولانا مفتی احمد الرحمان کی دعا پر اختتام پذیر ہوا ۔ ڈیڑھ بجے نماز ظہر ادا کی گئی نماز کے بعد مجلس کی طرف سے طعام کا انتظام تھا ۔ آخر میں ادارہ تمام علماء کرام اور کارکن حضرات کا بھرپور شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے اس اجلاس میں شرکت کی اور ہمارے ساتھ تعاون کیا ۔

توجہ فرمائیں

ہفت روزہ ختم نبوت کا فون تبدیل ہوگیا ہے ۔ اب فون نمبر یہ ہے

۷۱۱۶۷۱

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 3220

منکرِ ختمِ نبوت کا حشر

مولانا ظفر علیخاں

قادیانیت پہ کر سکتا ہے وہی انتقاد
منتقل جاں میں ہے جس کی شعلہ زن جوشِ جہاد

جو رہا ہے عمر بھر زندانیٔ زلفِ فرنگ
جس کو انگریزوں نے دی رہ رہ کے اس جذبے کی داد

جو رسول اللہ کے ناموس پر قرباں ہوا
نامرادی میں بھی جو ثابت ہوا بامُراد

جانتا ہے جو غلام احمد کی الماری کا بھید
پُرزے پُرزے کر دیا مرزا کا جس نے اجتہاد

جان سکتا ہے وہی مرزائیوں کی عاقبت
جس کے ہے پیشِ نظر حشر ثمود انجام عاد

منکرِ ختم نبوت کے مقدّر میں ہے درج
ذلت و خواری و رسوائی اِلٰی یَوْمِ التَّنَاد